بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم جمعہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے
جلد ۵۳/۱۸ | ۲۵ تبوک ۱۳۴۳ ہش ۱۸ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء | نمبر ۲۲۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۴ ستمبر بوقت ۸½ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

ربوہ — آج مورخہ ۲۴ ستمبر بروز جمعرات محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب مسجد مبارک میں نماز مغرب سے قبل قرآن مجید کا درس دیں گے درس حسب معمول نماز مغرب سے نصف گھنٹہ قبل شروع ہو کر تا نماز مغرب جاری رہے گا۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر قرآنی علوم و معارف سے مستفیض ہوں۔

مکرم قائد صاحب عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ مطلع فرماتے ہیں:۔
ضلع شیخوپورہ کی مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے یہ اعلان ہے کہ مورخہ ۲۶-۲۷ ستمبر ۶۴ء کو شیخوپورہ میں ان کا تربیتی اجتماع منعقد ہوگا انشاء اللہ ۲۶ تاریخ کو اجتماع کا افتتاح سوا دو بجے بعد دوپہر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس قائد تعلیم مجلس مرکزیہ فرمائیں گے ۲۷ ستمبر کو انشاء اللہ العزیز محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس بھی اجتماع میں شرکت کی غرض سے شیخوپورہ تشریف لے جائیں گے انصار اللہ سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس روحانی اور تربیتی اجتماع کی گوناگوں برکات سے مستفیض ہوں۔

ربوہ ۲۴ ستمبر۔ کل صبح کی قیامت خیز بارش کے بعد دوپہر تک مطلع صاف ہو گیا تھا اور دھوپ نکل آئی تھی۔ آج صبح مطلع جزوی طور پر ابر آلود رہا ہے اور دھوپ چھاؤں کی کیفیت ہے۔ کل کی بارش سے فضا میں کسی قدر خنکی بڑھ گئی ہے۔

"امانت تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی"۔ (ارشاد حضرت امیر المومنین)
افسر امانت تحریک جدید ربوہ

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

باہم بخل، کینہ، حسد، بغض، اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ

قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و اطاعت باری دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی

"باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔ اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ[1] وَالْاِحْسَانِ[2] وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی[3] پہلے طور پر آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو۔ ظالم نہ بنو۔ پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں، کوئی بھی محبت کے لائق نہیں، کوئی بھی توکل کے لائق نہیں۔ کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے۔ اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیت میں شریک مت کرو اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے ایتاء ذی القربےٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جائے اور تم اسکو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے — اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کے آزار کے عوض میں تو اس کو راحت پہنچاوے اور مروت و احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیرخواہی بجا لاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۹)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۵ ستمبر ۶۲ء

علامہ اقبال مرحوم کا ایک لیکچر

ہفت روزہ المنبر لائلپور مورخہ ۹/۱۱ مئی میں سے "قومیت کا اسلامی تصور" کے زیرعنوان علامہ اقبال مرحوم کے ایک مشہور لیکچر کا جو آپ نے ۱۹۱۰ء کے آغازِ سرما میں اسٹریچی ہال ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں دیا تھا ایک حصہ نقل کیا ہے۔ یہ لیکچر اُردو میں ایک کتابچہ کی صورت میں شائع شدہ ہے۔ ہمارے سامنے اس وقت کتابچہ کی جو کاپی ہے اور جو "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے نام سے شائع کیا گیا ہے اس سے مندرجہ ذیل "تمہید" نقل کی جاتی ہے:۔

"زیرِ نظر رسالہ ایک لیکچر تھا جو حکیم ملت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے ۱۹۱۰ء کے آغاز سرما میں اسٹریچی ہال ایم اے او کالج علی گڑھ میں دیا تھا۔ مضمون کا اندازہ خود نام سے ہو سکتا ہے۔ علامہ مرحوم ادب و فلسفہ کے علاوہ عمرانیات کے نہایت بالغ نظر عالم اور ماہر تھے۔ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و علل پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس مضمون میں اسلام پر مجلسی و معاشی نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علامہ نے حکمتِ ایمانی اور مصلحت عمرانی کا مطالعہ ایک دوسرے سے تعلق کی روشنی میں خوب دقتِ نظر سے کیا ہے۔

اصل انگریزی زبان میں تھا۔ حضرت مولانا ظفر علی خاں نے اس کو اُردو میں ترجمہ کیا اور مئی ۱۹۱۱ء میں برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں یہ ترجمہ ایک عام جلسے میں پڑھ کر سنایا۔ یہ جلسہ محض اسی لیکچر کو سنانے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ علامہ اقبالؒ بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔ بعد میں یہ ترجمہ مذکورہ بالا نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا لیکن آجکل نایاب ہے اور تقریباً مومن کی گمشدہ پونجی بن چکا ہے اسی لئے دوبارہ شائع کر کے وقف عام کیا جاتا ہے۔

محمد عبداللہ قریشی
سیکرٹری انجمن معین الاسلام موچی دروازہ لاہور"
(ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۲)

اس کتاب میں جس ترتیب سے بحث کی گئی ہے علامہ مرحوم کے اپنے الفاظ میں اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"اس وقت تک جو بحث میں نے کی ہے اس میں ذیل کی تین حقیقتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے:۔

(۱) مذہبی خیال اسلامی جماعت کا سرچشمہ زندگانی ہے۔ اس جماعت کی صحت و توانائی کے قائم رکھنے کے لئے ان مخالف قوتوں کی نشوونما کو جو اسکے اندر کام کر رہی ہیں بغور دیکھتے رہنا چاہیئے۔ اور خارجی عناصر کی صریح آمیزش سے اوّل تو بچانا یا اگر آمیزش منظور ہی ہو تو اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ آمیزش آہستہ آہستہ اور بتدریج ہو تاکہ نظام مدنی کی قوتِ اخذ اور جاذبہ پر زیادہ زور نہ پڑے اور اس طور پر یہ نظام بالکل ہی درہم برہم نہ ہو جائے۔ (۲) جماعتِ اسلامی سے جس فرد کو تعلق ہو اس کا ذہنی سرمایہ اس دولت سے ماخوذ ہونا چاہیئے جو اس کے آباؤ اجداد کی دماغی قابلیتوں کا ماحصل ہے تاکہ وہ ماضی و استقبال کے ساتھ حال کے ربط و تسلسل کو محسوس کرتا رہے۔ (۳) اسکے خصائل و شمائل اس خاص اسلوب سیرت کے مطابق ہوں جس کو میں نے اسلامی اسلوب سے تعبیر کیا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۸، ۱۹)

المنبر نے ان تینوں باتوں میں سے صرف پہلی بات کی تفصیل نقل کی ہے۔ ذیل میں ہم دوسری بات کی تفصیل کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں:۔

"اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ اہم واقعہ کونسا ہے تو میں بلا تامل اس کا جواب دوں گا کہ فتح ایران معرکہ نہاوند نے عربوں کو نہ صرف ایک لعریب سرزمین کا مالک بنا دیا بلکہ ایک قدیم قوم پر تسلط کر دیا۔ جو سامی اور آریہ مسالے سے ایک نئے تمدن کا محل تعمیر کرنیکی قابلیت رکھتی تھی۔ ہمارا اسلامی تمدن سامی تفکر اور آریہ تخیل کے اختلاط کا ماحصل ہے۔ جب ہم اسکے خصائل و شمائل پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسکی نزاکت اور دلربائی اسے اپنی آریہ ماں کے بطن سے اور اس کا وقار و متانت اسے اپنے سامی باپ کے صلب سے ترکہ میں ملا ہے۔ فتح ایران کی بدولت مسلمانوں کو وہی گراں مایہ متاع ہاتھ آئی جو تسخیر یونان کے باعث اہل روما کے حصہ میں آئی تھی اگر ایران نہ ہوتا تو ہمارے تمدن کی تصویر بالکل یک رُخی ہوتی۔" (ایضاً صفحہ ۱۴-۱۵)

ذیل میں ہم علامہ اقبالؒ کی محولہ بالا تیسری بات کی تفصیل کا ایک طویل حصہ نقل کرتے ہیں:۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں۔

اگر ہمارا مقصد یہ ہو کہ ہماری قومی ہستی کا سلسلہ ٹوٹنے میں نہ آئے تو ہمیں ایک ایسا اسلوب سیرت تیار کرنا چاہیئے جو اپنی خصوصیات مختصہ سے کسی صورت میں بھی علیحدگی نہ اختیار کرے اور خذ ما صفا ودع ما کدر کے زریں اصول کو پیشِ نظر رکھ کر دوسرے اسالیب کی خوبیوں کو اخذ کرتے ہوئے ان تمام عناصر کی آمیزش سے اپنے وجود کو کمال احتیاط کے ساتھ پاک کر دے جو اسکی روایاتِ مسلمہ و قوانین منضبطہ کے منافی ہوں ہندوستان میں مسلمانوں کی عمرانی رفتار کو بہ نگاہ غور دیکھنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے جو قوم کے اخلاقی تجربہ کے مختلف خطوط کا نقطۂ اتصال ہے پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۶، ۱۷)

علامہ اقبال کے وہ الفاظ جو ہم نے اوپر جلی کئے ہیں اکثر احمدیہ لٹریچر میں نقل کئے جاتے ہیں۔ ہم نے یہاں ان الفاظ کو سیاق و سباق کے ساتھ اس لئے پیش کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ علامہ مذکور نے یہ الفاظ کسی خاص ترنگ یا جذباتی ماحول میں نہیں کہے تھے بلکہ آپکی یہ رائے ایک پختہ اور گہرے غور و فکر کے بعد قائم ہوئی تھی۔ آپ اس وقت انگلینڈ سے واپس آچکے تھے اور آپ مختلف قومی کاموں میں حصہ لے رہے تھے۔ انگلینڈ جانے سے پہلے آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار بھی رہ چکے تھے۔ مگر ابھی تک آپ لوکل سیاست سے متاثر نہیں ہوئے تھے اس طرح احمدیت کے متعلق یہ رائے آپکی بے لاگ ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا یہ لیکچر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو مغربی علوم بھی سیکھنے چاہئیں تاکہ اسلام کی حقیقت نمایاں ہو اور یہ کہ اسلام کے پاس وہ صداقتیں بھی موجود ہیں جو مغربی داناؤں کے پاس ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بھی ایسی صداقتیں موجود ہیں جن کی مغربی داناؤں کو خبر تک نہیں۔ دراصل یہ لیکچر ایک طرح سے انہی باتوں کی آئینہ داری کرتا ہے۔ علامہ بہت ذہین اور فہیم انسان تھے۔ اور انہوں نے بچپن ہی سے اسلام کے متعلق تاثرات لئے ہوئے تھے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اپنے علم کا ایک وقت اور ایک حد تک بہت صحیح استعمال کیا ہے بلکہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ قائم کیا ہے خاص کر ایسے لوگوں کے لئے جو مغربی علوم پڑھ کر نہ صرف اسلام سے بلکہ مذہب کے تصور ہی سے متنفر ہو جاتے ہیں۔

> "ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جائے۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

جاپان — اور — اسلام

مختلف مذاہب کے اثر و نفوذ کی مختصر تاریخ اور تبلیغ اسلام کے مواقع

مکرم جناب عبدالمنان خان صاحب ۳۴ عبدالکریم روڈ لاہور

جاپان خطہ ارضی کا مشرقی کونہ ہے چونکہ طلوعِ آفتاب پر سورج کی کرنیں سب سے پہلے اسی ملک پر پڑتی ہیں۔ اسی لئے اس کا دوسرا نام "The land of the Rising Sun" ہے اور اگر جاپانی جھنڈے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بھی سورج کا نشان نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

جاپان کی تاریخ کے بعض اہم واقعات

قبل اس کے کہ اس ملک میں کسی مذہب کی تبلیغ کے مواقع پر بحث کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کی تاریخ کے بعض اہم واقعات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تاکہ اس ملک کے لوگوں کے عام رجحانات کا ہمیں صحیح علم ہو سکے۔ کیونکہ یہ امر کامیاب تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔

سنہ ۲۰,۰۰۰ قبل مسیح تک جزائر جاپان براعظم ایشیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور کوئی الگ جزائر کی شکل نہ رکھتے تھے اس کا ثبوت آثارِ قدیمہ سے ہمیں ملتا ہے حال ہی میں جنوبی جاپان سے اس زمانے کے ایک ہندوستانی ہاتھی کے Fossils دستیاب ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۵,۰۰۰ قبل مسیح میں جزائر جاپان ہیبت ناک زلزلوں کے جھٹکوں سے ایشیا کے دوسرے علاقوں سے علیحدہ ہو گئے اور بحیرۂ جاپان ان کے درمیان حائل ہو گیا۔

سنہ ۵۰۰۰ ق م میں اس زمانے کے جاپانیوں نے اپنے آپ کو گاؤں کی آبادیوں کی صورت میں منظم کرنا شروع کر دیا۔

سنہ ۳۰۰۰ ق م میں وسط ایشیا سے ایک قبیلے نے مشرق کا رخ کیا اور بحیرۂ جاپان کو پار کرتے ہوئے جاپان میں آباد ہو گیا۔ یہ آنے والے اگلے دور میں Sumsa سلطنت کے آباؤ اجداد قرار پائے۔ اسی طرح جنوب مشرقی ایشیا سے بھی بعض قبیلے اور قومیں جزائر جاپان میں منتقل ہو گئیں۔

سنہ ۶۶۰ ق م میں Sumsa سلطنت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور پہلا بادشاہ جو بنایا گیا اس کا نام "Kamu Yamato Iwa Hiko no Mikoto" رکھا گیا۔ یعنی "خدا بادشاہ کے روپ میں"۔ کئی ایک جگہوں کو یکے بعد دیگرے دار السلطنت بنایا گیا۔ اور ان کا نام "Amato" رکھا گیا۔ یعنی دنیا کے لئے امن اور سلامتی کی جگہ۔ Amato بعینہٖ لفظ اسلام کا ترجمہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے بعد کے جاپانی بادشاہوں کا لقب "Sumesa Mikoto" یعنی "Sumesa" سلطنت کے فرزند پڑ گیا۔

سنہ ۳ ق م میں کنفوشس ازم بواسطہ کوریا جاپان میں داخل ہوا۔ تو اس وقت جاپانیوں نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

سنہ ۵۵۲ء میں بدھ ازم بواسطہ چین اور کوریا جاپان میں داخل ہوا۔ لیکن لوگوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔

سنہ ۶۰۰ء میں بدھ ازم شاہی خاندان میں سرایت کر گیا۔ شہزادہ Shotoku اور ملکہ Shomu اس کے مخلص پیرو بن گئے۔ یہاں تک کہ شہر نارا میں جو دار السلطنت تھا بدھ کے بہت بڑے بت بنوائے گئے۔ اسی زمانے میں کئی راہبوں نے بدھ مذہب اور شنتو مذہب کا مخلوط پرچار شروع کر دیا۔

سنہ ۱۱۰۰ء میں جاپان میں سول وار شروع ہو گئی اور فوجی حکومت قائم ہو گئی۔

سنہ ۱۲۰۰ء تک یہ سول وار جاری رہی۔ جب لوگ اس سے اکتا گئے۔ تو ان کی توجہ مذہب کی طرف زیادہ ہونے لگی۔ چنانچہ اسی زمانے میں نچرین بدھ ازم اور ذین بدھ ازم کے علاوہ بھی کئی ایک فرقوں کو جاپان کے مختلف شہروں میں پھیلنے کا خوب موقعہ ملا۔ ان کے اصولوں نے لوگوں کے دل و دماغ پر بہت جلد اثر کیا۔

سنہ ۱۵۵۰ء میں فرانسس ذاویر جو کہ ایک ہسپانوی کیتھولک پریسٹ تھا جاپان آیا اور عیسائیت کا بیج اس ملک میں بویا۔

سنہ ۱۶۰۰ء میں شہنشاہ Tokugawa Shogun نے ایک نئی فوجی گورنمنٹ کی بنیاد رکھی۔ اور ۶۰۰ سال سے جاری شدہ سول وار بند ہو گئی۔

سنہ ۱۶۵۰ء میں Tokugawa گورنمنٹ نے سول وار کے دوبارہ شروع ہونے کے خوف سے تمام غیر ملکی باشندوں خصوصاً مشنریوں کو ملک بدر کر دیا۔ گورنمنٹ کے ذمہ داران عہدہ داروں پر تمام کے تمام بدھ مذہب کے پیرو متعین کر دیئے گئے۔ عیسائیوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔

سنہ ۱۸۵۰ء میں Tokugawa گورنمنٹ کمزور ہو گئی۔ بیرونی طاقتوں نے دباؤ ڈال کر جاپان کا دروازہ غیر ملکیوں کے لئے از سرِ نو کھلوایا۔ اسی دور میں Tokugawa گورنمنٹ کی مخالف کئی ایک تحریکات کھڑی ہو گئیں۔ ان تحریکوں نے شنتو مذہب کو از سرِ نو تقویت پہنچائی۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں شہنشاہ Meiji تخت نشین ہوا۔ اس نے بدھ ازم کی بجائے شنتو ازم کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا۔ عیسائیت کے لئے پرچار کا دروازہ پھر سے کھول دیا گیا۔ اسی بادشاہ نے کیوتو یا Heian شہر کی بجائے Tokyo کو جس کا مطلب مشرقی کیوتو ہے دار السلطنت مقرر کیا۔ اس دور میں بدھ ازم کمزور پڑ گیا۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں جاپان نے روس اور چین کے ساتھ جنگ لڑی۔ اس دور میں چند ایک جاپانیوں نے چینیوں سے اسلام سیکھا اور مسلمان ہو کر واپس جاپان پہنچے۔ اسی طرح ایک دو جاپانی مکہ بھی پہنچے۔ اور وہاں سے اسلام قبول کر کے واپس لوٹے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں جاپان نے چین کے ساتھ ایک اور جنگ لڑی۔ اسی دور میں جاپان اسلام سوسائٹی نے جس کے ممبران سب کے سب ہی غیر مسلم تھے۔ اسلامی ممالک میں اپنے ملک کے وقار کو بڑھانے کے لئے ٹوکیو میں ایک عالی شان مسجد بنائی۔ اسی طرح شہر کوبے میں بھی ایک مسجد بنائی گئی۔ کوبے والی مسجد کے متعلق بعض جاپانی دوستوں نے مجھے بتایا کہ اس کی تعمیر کے وقت ایک ہندوستانی احمدی تاجر بھی کوبے میں مقیم تھا۔ جس نے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ میں نے ان دونوں مسجدوں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ دونوں ہی خوبصورت اور عالی شان ہیں۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں جاپان نے برطانیہ اور امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

سنہ ۱۹۴۵ء میں جاپان کے اکثر علاقے اور شہر ہوائی بمباری کی وجہ سے تباہ ہو گئے اور جاپان نے بلا شرط ہتھیار ڈال دیئے۔

سنہ ۱۹۴۶ء میں جاپانی حکومت کے آئین کو Allied occupation Forces کے حکم سے معطل کر دیا گیا۔ بادشاہ سے تمام مذہبی اور سیاسی حقوق چھین لئے گئے۔ مذہبی آزادی عام کر دی گئی۔ اس کے بعد کئی ایک مذہبی تحریکات ابھریں عیسائیت کو پھیلانے کے لئے غیر ملکی طاقتوں نے بڑھ چڑھ کر زور لگانا شروع کیا۔ اور کئی ایک عیسائی یونیورسٹیاں سکول اور گرجے کھولے گئے۔ اور شنتو ازم کمزور پڑ گیا۔ جنگ کے دوران کئی جاپانی فوجی جو جنوب مشرقی ایشیا میں متعین تھے۔ اسلام قبول کر کے جاپان لوٹے

سنہ ۱۹۵۱ء میں جاپان پر Occupation Forces کا قبضہ ختم ہو گیا۔ اس سنہ میں ایک نیا اور مشہور مذہبی فرقہ یعنی "Soka Gakkai" ظہور میں آیا۔ سوکا گکائی والے جاپانی سیاست میں ایک مضبوط ہاتھ رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا قیام

سنہ ۱۹۶۲ء میں خدا کے فضل سے ٹوکیو کے ایشین کلچر سنٹر میں احمدیہ اسلامک گروپ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ گروپ بدستور کام کر رہا ہے اور سلسلے کی کئی ایک کتابوں کا جاپانی زبان میں ترجمہ کر چکا ہے۔ اس وقت احمدیہ اسلامک گروپ کی تین شاخیں ہیں۔ یعنی ٹوکیو، اوساکا اور ہیروشیما۔ اوساکا اور ہیروشیما کی شاخیں خدا کے فضل و رحم کے ساتھ خاکسار کے واپس پاکستان چلے آنے کے بعد قائم ہوئیں۔ اب مسٹر نور احمد ننکا نی جاپانی بحیثیت سیکرٹری جنرل احمدیہ اسلامک گروپ اس کام کو بڑی تیزی اور اخلاص سے چلا رہے ہیں۔

جاپان کی مذہبی حالت

سنہ ۱۹۶۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق جاپان میں

شنتو ازم کے ماننے والوں کی تعداد	۷,۸۶,۳۲,۰۰۰
بدھ ازم کے ماننے والوں کی تعداد	۶,۱۱,۵۰,۰۰۰
عیسائیت کے ماننے والوں کی تعداد	۶,۶۹,۰۰۰
اس کے علاوہ متفرق خیالات کے لوگ	۵۵,۰۰۰
اسلام سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد	۲۰۰۰ جن میں

جاپان اسلام سوسائٹی کے ممبران بھی شامل ہیں جو اصل میں مسلمان نہیں ہیں۔ علی الترتیب جاپان میں

شنتو ازم کے	۱,۰۰,۰۰۰ ٹیمپلز ہیں
بدھ ازم کے	۸۰,۰۰۰ "
عیسائیت کے	۲,۶۰۰ گرجے ہیں
مسلمانوں کی	۲ مساجد

جنگ کے بعد مذہب پر سے تمام پابندیاں اٹھائی گئیں۔ شنتو ازم کو جو کہ اب تک حکومت کا مذہب تھا منسوخ کر دیا گیا۔ عیسائیت کا پرچار کرنے کی کھلی اجازت اور ہر سہولت دی گئی۔ یہ سب کچھ Occupation Forces کے فیصلہ کی بناء پر کیا گیا۔ جنگ کے بعد گویا شنتو ازم پر ایک زوال کا زمانہ شروع ہو گیا۔ کئی ایک مذہبی ادارے اور مکتب خیال ابھر آئے۔

نوجوان طبقے کی ذہنیت میں بھی ایک زبردست انقلاب آیا۔ یہ طبقہ امریکہ اور یورپ کی پیروی میں مادیت کو ہی سب کچھ سمجھنے لگا۔ لا مذہبیت کا دور دورہ شروع ہوا۔ عام یونیورسٹی کے طلباء مذہب کو ایک دقیانوسی نظریہ سمجھنے لگے ہیں۔ وہ ایک غیر ملکی کے سامنے کسی مذہب کی پیروی کے اقرار سے شرماتے ہیں۔ اگر ان کے گھر میں جایا جائے تو ایک کی بجائے دو عبادتگاہیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ شنتو Altars کو جاپانی اپنے آباء و اجداد کی ارواح کا مسکن تصوّر کرتے ہیں۔ اور عموماً ان پر کھانے پینے کی اشیاء از قسم سنگترے۔ مالٹے اور ساکے یعنی (چاول کی شراب) رکھتے ہیں۔ بدھ ازم کے برعکس شنتو ازم میں بتوں کی پرستش نہیں کی جاتی۔ — لوگ عموماً مذہبی معاملات میں آزاد ہیں۔ اگر ان کو کسی فرقے یا مذہب کے اصولوں سے اتفاق ہو جائے اور ان کو عقلی طور پر قائل کیا جا سکے تو وہ اس مذہب کو ماننے میں کوئی پس و پیش نہیں کرتے۔ مذہب کے معاملے میں شاذ و نادر ہی کبھی جھگڑا دیکھا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی سیاسی مقصد پیش نظر ہو — عمومی لحاظ سے تمام جاپانیوں کو شنتو ازم کے زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد کنفیوشس کی تعلیم اپنائے ہوئے ہے اس لحاظ سے ان کو Confucianist بھی کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے آدھے جاپانی کسی نہ کسی بدھ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس لحاظ سے وہ بدھ بھی ہیں۔ گویا جاپان میں ایک عام آدمی کا مذہب شنتو ازم بدھ ازم اور کنفیوشیزم کا مخلوط مذہب ہے۔ ایک عام جاپانی کہاوت کے مطابق نوعمری میں ایک جاپانی شنتو ہوتا ہے جب بڑا ہوتا ہے تو کنفیوشس کا معتقد ہوتا ہے۔ یعنی کنفیوشس کی تعلیم اور اصولوں پر عمل کرتا ہے اور جب ادھیڑ عمر کو پہنچتا ہے تو کائنات کے راز معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بدھ کی تعلیم کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ جاپانی قوم کو Abstract theology سے کم ہی دلچسپی رہی ہے۔ باوجود اس کے ایک خاص قسم کا قومی نظریہ جس کا نام "Yamato Damishi" یعنی "روحِ جاپانی" ہے نے بحیثیت مجموعی جاپانی قوم پر بہت اثر ڈالا ہے اس Ideology کی بنیاد اصل میں جاپان کے تین تاریخی مذاہب کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ بدھ ازم سے اس زندگی اور مادی اشیاء کے بے سود ہونے کا اصول لیا گیا ہے۔ کنفیوشیزم سے آباء و اجداد اور اپنوں سے بڑوں کی عزت و تکریم کا اصول لیا گیا ہے۔ اور شنتو ازم سے یہ اصل اخذ کیا گیا ہے کہ جاپانی قوم دوسروں سے الگ ایک بہت ہی اعلیٰ قوم ہے جن پر ایک ایسے بادشاہ کی حکومت ہے جو اجرامِ فلکی سے اتارا گیا ہے۔ اس اصل کی رُو سے جاپانی اپنے بادشاہ کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ عام پبلک کے لئے بادشاہ کو دیکھنا بھی ممنوع تھا۔ مبصرین کی رائے میں Yamato Damishi جو کہ ایک مستقل آئیڈیالوجی کی حیثیت رکھتی ہے اور جس میں بدھ ازم شنتو ازم اور کنفیوشیزم کے اصول اخذ کئے گئے ہیں جاپان میں پھر لوگوں کو اپیل کرے گی۔

شنتو ازم

اب میں شنتو ازم پر جو کہ جاپانیوں کی اکثریت کا مذہب ہے کچھ مزید روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ شنتو ازم کا ابتداء اس دور سے تعلق رکھتا ہے جس کو تاریخ ابھی تک ریکارڈ نہیں کر سکی۔

تاریخ جاپان میں اس سے پہلے کبھی بھی کوئی دور ایسا نہیں آیا جبکہ شنتو ازم لوگوں کے دلوں سے مفقود ہو گیا ہو۔ البتہ سنہ ۱۶۰۰ء سے لے کر سنہ ۱۸۰۰ء تک یہ قدرے کمزور پڑ گیا۔ اور یہ وہ دور تھا جبکہ Tokugawa بادشاہوں نے بدھ ازم کی سرپرستی قبول کی۔ اور صرف بدھسٹ منسٹروں کے سپرد حکومت کے تمام تنظیمی امور کئے گئے۔ کچھ حد تک شنتو ازم کی تعلیم بدھ ازم سے مخلوط ہو گئی اور شنتو دیوتاؤں کو بدھ کے ساتھ مشترک کر دیا گیا۔ اور ان کی ایسے Temples میں عبادت کی جاتی جو ایک لحاظ سے آدھے بدھسٹ اور آدھے شنتو تھے۔

گو قدرے شنتو ازم بدھ ازم سے مخلوط ہو گیا لیکن پھر بھی شنتو ازم نے اپنا ذاتی اثر و رسوخ نہیں کھویا۔ ان کے اعتقادات اور عبادتخانے ویسے کے ویسے ہی محفوظ رہے سنہ ۱۸۰۰ء کے ابتداء ہی سے شنتو ازم کے احیاء کے لئے تحریکیں کھڑی ہو گئیں۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۸۶۸ء سے لے کر سنہ ۱۹۴۵ء تک شنتو ازم پھر حکومتی مذہب کے طور پر رائج رہا۔ موجودہ شنتو ازم کی رو سے ہر بڑے فوت شدہ قومی ہیرو خصوصاً فوجی ہیرو کی روح کو Kami یا بڑے دیوتا کا لقب دیا جاتا ہے اور اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ چنانچہ جنرل نوگی (Nogi) نے شہنشاہ Meiji جو کہ ماڈرن جاپان کا بانی تصوّر کیا جاتا ہے کی وفات پر صرف اس واسطے خودکشی کر لی کہ وہ اس عظیم شہنشاہ کی روح کا عالم بالا میں بھی ساتھ دے سکے غرضیکہ جنرل نوگی کو سرکاری طور پر بڑے دیوتاؤں یعنی Kami میں شمار کیا گیا اور اس کے مزار پر ایک عالیشان عمارت بنائی گئی۔ ماڈرن شنتو ازم نے کنفیوشیزم سے اپنے آباء و اجداد کی ارواح کی پرستش مستعار لی ہے۔ شنتو ازم میں شروع ہی سے فوت شدہ بزرگوں کو Chisai Kami یا Kami یعنی چھوٹے اور بڑے دیوتا قرار دینے کا اصل پایا جاتا ہے۔

شنتو ازم اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ اپنے گھریلو دیوتاؤں کی زیادہ عزت و تکریم اور پرستش کی جائے۔ گو شنتو ازم سرکاری مذہب تھا لیکن انیسویں صدی میں اندرونی طور پر کئی فرقے پیدا ہو گئے جنہوں نے روائتی اصولوں کے علاوہ اپنے اپنے علیحدہ تعلیمی اصول بھی بنائے اور ان نئے فرقوں کا زیادہ رجحان (Monotheism) کی طرف تھا۔ انہوں نے سورج کو اپنا سب سے بڑا اور ہر لحاظ سے مکمل دیوتا بنایا۔ ۱۳ فرقے ایسے تھے جن کو تاریخ نے بلحاظ اُن کی وسعت اور شہرت کے ریکارڈ کیا ہے۔ جنگ کے بعد Occupation Forces نے گو سرکاری شنتو ازم کو ختم کر دیا لیکن پرائیویٹ فرقوں اور ان کی عبادت گاہوں میں کوئی دخل نہیں دیا۔ ایک دلچسپ بات جو میں نے نوٹ کی ہے وہ شنتو ازم میں عبادت کا طریقہ ہے۔ وہ اسلامی عبادات کے طریقے سے کافی ملتا جلتا ہے۔ مثلاً عبادت سے پہلے ہر شنتو کا پیرو وضو کرتا یعنی پاکیزہ پانی سے اپنے جسم کے ننگے اعضاء کو صاف کرتا ہے اس کے بعد مجموعی عبادت کی صورت میں سب لوگ ایک خاص سمت میں بیٹھتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک امام جس کا رُخ مقتدیوں کی طرف ہوتا ہے بلند آواز سے بعض کلمات کہتا ہے۔ وہ کلمات جو عبادت کے دوران کہے جاتے ہیں یہ ہیں:-

"اے رحیم دیوتا میں تیرا بڑا مشکور ہوں کہ تو نے مجھے زندگی دی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تیری مرضی پوری کروں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھوں گا۔ ہم اپنے گناہوں کا جو آباء و اجداد سے ہم میں ہیں اقرار کرتے ہیں۔"

عبادت کے اوقات صبح۔ دوپہر اور شام تین مقرر ہیں۔

پھر سوکا گکائی (Soka Gakkai) ہے جس کو بعض لوگ ایک نیا مذہب قرار دیتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بدھ ازم کا ہی ایک حصّہ ہے۔ جنگ کے بعد سے یہ گروپ بہت مضبوط طریقے سے منظم ہوا۔ ان کا خیال ہے کہ اب نجات سوکا گکائی سے ہی وابستہ ہے کیونکہ بدھا کی پیشگوئی کے مطابق بدھ عظیم ان کے بانی "نچرین شو" ہیں — اور اب مقدر ہے کہ سب لوگ اس در سے گزریں۔ حیرانی کی بات ہے کہ ۱۲ ویں صدی سے لیکر دوسری جنگِ عظیم تک Soka Gakkai کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا لیکن جنگ کے بعد اس گروپ نے اتنی ترقی کی کہ اب یہ جاپانی سیاست میں ایک خاص اثر رکھتا ہے اور جاپان کی نمبر ۳ سیاسی پارٹی ہے۔ اگلے دس سال میں ان کو مکمل یقین ہے کہ وہ نمبر ۲ پارٹی بن جائیں گے۔

سوکا گکائی والوں کے خاص عبادتی کلمات Namu myoho Rengekhyo. ہو کثرت سے اور بار بار پڑھے جاتے ہیں۔

لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین سے ملتے جلتے ہیں۔

بدھ ازم

بدھ ازم نے سنہ ۶۰۰ء میں براستہ کوریا اور چین سرزمین جاپان پر قدم رکھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ چین ایک عالمی طاقت گنا جاتا تھا اور جاپان چینی ثقافت سے بہت متاثر تھا۔ اس سیاسی رعب اور دبدبہ نے بدھ مت کے راستے میں کوئی خاص مزاحمت نہ ہونے دی۔ اور جلد ہی بدھ مت جاپان کے شاہی خاندان میں سرایت کر گیا۔ سنہ ۷۰۰ء میں ملکہ Shomu اور شہزادہ Shotoku نے جب بدھ ازم قبول کیا تو کثرت سے شہر نارا میں جو کہ اس وقت دارالحکومت تھا اور دوسرے شہروں میں پھیلا۔ عام لوگ جو بت پرستی کے قائل نہیں تھے شروع شروع میں مخالف رہے لیکن جلد ہی یہ مخالفت ختم ہو گئی۔ اسکے علاوہ چین کے سیاسی دباؤ اور ہندوستانی فلاسفی کو بھی جو جاپان میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سنہ ۱۲۰۰ء میں بدھ ازم میں کئی تحریکات جاری ہوئیں اور کئی ایک فرقے از قسم ذین بدھ ازم۔ جودھ بدھ ازم اور Jodoshin بدھ ازم اور نچرین بدھ ازم ظہور پذیر ہوئے اور کافی لوگ بدھ ازم کی گود میں آ گئے۔ سنہ ۱۶۰۰ء سے لیکر ۱۸۶۲ء تک Tokugawa گورنمنٹ نے سیاسی استعمال کئے اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ کو اٹھا دیا لیکن اسکے بعد اب تک بدھ ازم بحیثیت مجموعی نہیں آیا حالانکہ بدھ ازم کی تعلیم بقول مسٹر نور احمد صاحب (جاپان) سیکرٹری جنرل احمدیہ گروپ بہت سادہ

٭ اور درود "Namu Amida" پر مشتمل ہے نامو کا مطلب آمین ہے اور Amida کا مطلب خدا ہے یعنی خدا کے لئے وقف ہو جانا۔ اس لحاظ سے یہ بالکل لفظ "اسلام" کی تشریح بن جاتی ہے۔ (باقی)

یادِ رفتگان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرزندِ اکبر

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر

(حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب ربوہ)

گذشتہ دنوں جب میرے پاس میاں عبداللہ صاحب حجام آئے۔ تو انہوں نے گفتگو کے دوران یہ واقعہ بیان کیا کہ جن دنوں فتنۂ احرار کا زور تھا ایک روز حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم اپنے دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں بھی وہاں موجود تھا۔ قادیان کے چند ایک غیر از جماعت متعصب اشخاص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کے خلاف انگیخت کی غرض سے یہ کہا کہ آپ کی زمین کے دو چھوٹے ٹکڑے آپ کی اجازت کے بغیر میاں محمود احمد صاحب زیر کاشت لے آئے ہیں۔ اس پر آپ ان لوگوں پر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ مرزا محمود احمد صاحب میرے بھائی ہیں۔ اگر وہ میرے مکان کی چھت پر بھی ہل چلوا دیں تو بھی میں ان سے اختلاف نہیں کروں گا۔

یہ بظاہر ایک وقتی بات تھی لیکن اس کے اندر یہ شہادت پائی جاتی ہے کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم یہ سمجھتے تھے۔ کہ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جس کار دین کو سرانجام دے رہے ہیں وہ وہی کام ہے جسے اُن کے والد محترم حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام انجام دے رہے تھے۔ اس لئے وہ بھی قابلِ قدر ہیں۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ نہایت درجہ فہیم علم دوست اور بلند اخلاق کے مالک تھے اور وہ خوب سمجھتے تھے کہ اسلام کی جو روح ان کے والد محترم مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے وہ روح مسلمانوں میں مفقود تھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ خود حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ پر بھی ماحول نے اثر ڈالا ہوا تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو ان نقوش پر جن پر ان کے حضرت والد محترم چلانا چاہتے تھے (کہ بندۂ دنیا نہ رہیں بلکہ محض بندہ خدا بن جائیں) چلنے سے عاری سمجھتے تھے۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس استغنا سے بھی خوب واقف تھے کہ خدا کی راہ میں حائل ہونے والے وجود کو خواہ وہ حضور کا جگر گوشہ ہی کیوں نہ ہو پرِ پشہ کے برابر وقعت نہ دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے سے گھبراتے تھے۔ اور گوشہ تنہائی میں یا دور دور رہنے میں ہی اپنی سلامتی سمجھتے تھے۔

لیکن شہادتوں سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنے والد محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتہائی ادب کرتے تھے اور ہر آن حضور کے حکم کی جو کار دبار دنیا کے متعلق ہوں تعمیل کرنے کو جزوِ جان جانتے تھے اور حضور کی شخصیت کے متعلق انتہائی غیرت رکھتے تھے۔

اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام میں جبر کے سخت مخالف تھے بلکہ آپ کی ماموریت کا کارنامہ ہی یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا حسین چہرہ دلائل۔ حسن اخلاق اور نور سماوی کی جھلک کے ذریعے دکھلائیں۔ حضور یہ ہرگز گوارا نہ فرماتے تھے کہ اپنے بیٹے کو جبری حکم کے ذریعے اسلام کے جملہ احکام کا پابند بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ باپ بیٹے میں یہ بُعد جاری رہا۔ حتیٰ کہ حضور کی وفات ہو گئی۔ اور احمدی دنیا اور دوسرے لوگ یہی سمجھتے رہے کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے پیش کردہ اسلام یعنی احمدیت کے قائل نہیں۔ لیکن خدائے علیم وبصیر ان کے قلب کی حالت کو خوب جانتا تھا۔ کہ وہ نہ صرف جسمانی بیٹے ہیں بلکہ انہیں روحانی بیٹے ہونے کا مقام بھی حاصل ہے۔ جو اس لطف خداوندی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے روز آپ کو "ماتم پرسی" کے الہام سے نوازہ اور آپ کے قلب کے اندر اس الہام کی یہ تعبیر ڈال دی کہ والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ اس یقین کے ساتھ تمام روکوں کو دور کر کے دورہ کے مقام سے قادیان کو روانہ ہو گئے۔ اور حضور علیہ السلام کے جنازہ میں شریک ہو گئے۔

آپ نے اگرچہ ایک لمبے عرصہ تک کھلے طور پر اپنی احمدیت کا اعلان نہ کیا تھا لیکن آپ کی روح احمدیت کو قبول کئے ہوئے تھی جس کا ثبوت مندرجہ ذیل واقعات سے واضح طور پر ملتا ہے۔

(۱) جب آپ کے بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء میں بیعت کی اور آپ کی تائی صاحبہ نے طنزاً آپ سے کہا۔ تیرا بیٹا بھی ایسا ویسا ہو گیا ہے تو آپ نے یہ برجستہ جواب دیا کہ اچھا ہوا نماز تو پڑھا کرے گا۔

(۲) جب صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب علی گڑھ کالج میں پڑھا کرتے تھے تو آپ سے یہ غلطی سرزد ہو گئی کہ آپ طالب علموں کی سٹرائیک میں شامل ہو گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو فسق و فجور اور بغاوت وغیرہ افعالِ شنیعہ سے سخت بیزار تھے۔ اہنیں خلاف اسلام کہتے تھے معلوم ہوا تو آپ نے انہیں فوراً جماعت سے خارج کر دیا۔ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ جس نعمت خداوندی کو مرزا عزیز احمد صاحب نے دل و جان سے قبول کیا تھا اور احمدیت کے کوچہ عافیت میں داخل ہو گئے تھے اُس کوچے سے نکالا جانے کی وجہ سے سخت صدمہ پہنچنا تھا سو پہنچا۔ ایسی حالت میں سوائے معافی نامہ پیش کرنے کے اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خداداد رعب اس قدر تھا کہ مرزا عزیز احمد صاحب کو معافی نامہ کا مضمون ہی نہ سوجھتا تھا۔ ایسے آڑے وقت میں اُن کے والد رضی اللہ عنہ یعنی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے ہی جو خود بیعت میں داخل نہ تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزاج شناس تھے معافی نامہ کا مضمون لکھ کر اپنے بیٹے کو علی گڑھ بھیجدیا۔ چنانچہ اس معافی نامہ کے پہنچنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں معاف کر دیا۔ اور احمدیت کے قلعہ عافیت میں دوبارہ داخل فرما لیا۔ اور یہ امر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا احمدیت کے ساتھ دلی وابستگی کا ثبوت بن گیا۔

(۳) تیسرا ثبوت آپ کی احمدیت کے ساتھ دلی وابستگی کا یہ ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ چند مخلص پرانے احمدی احباب جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے بے تکلفانہ اور دوستانہ تعلق رکھتے تھے ان کی خدمت میں بحیثیت وفد پیش ہوئے تاکہ انہیں حلقۂ احمدیت میں لانے کی کوشش کریں۔ جب آپ نے اُن کی باتوں کو سن لیا تو فرمایا کہ میں اپنے والد محترم کے مقام اور درجہ اور دعویٰ کو آپ لوگوں سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں جو ظاہری طور پر بیعت سے رکا چلا آرہا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی فرمودہ تعلیم کی بجا آوری کی تاب و تواں اپنے اندر نہیں رکھتا۔

(۴) جن دنوں ٹانگوں میں کمزوری کی وجہ سے حضرت مرحوم صاحب فراش تھے اور قادیان میں قیام پذیر تھے۔ ایک روز میں بغرض عیادت خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے برسبیل تذکرہ اپنی مندرجہ ذیل رؤیا سنائی جو میں نے چند ماہ قبل دیکھی تھی۔

میں نے ۱۲ رماہ رمضان مطابق ۱۲ ر فروری ۱۹۳۰ء کو بعد نماز فجر رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک زبردست آواز اور گھنٹی کے ساتھ اعلان ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا رہے ہیں۔ (غالباً دوبارہ دنیا میں تشریف لا رہے ہیں) اس وقت مسجد مبارک قادیان کے نیچے کا صحن بالکل خالی ہو جاتا ہے اور ہُو کا عالم ہو جاتا ہے۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور یہ عاجز مسجد مبارک سے استقبال کے لئے نیچے اترتے ہیں اور چوک میں پہنچنے پر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سفید براق لباس میں سامنے سے ہماری طرف آتے نظر آتے ہیں۔ ذرا قریب آنے پر حضور کے چہرہ پر سے نقاب ہٹ جاتا ہے اور نہایت نورانی چہرہ نظر آنے لگتا ہے تب پہلے حضرت خلیفۃ المسیح مصافحہ کرتے ہیں۔ پھر میں کرتا ہوں۔ حضور میرے ہاتھ کو کچھ دیر تک اپنے ہاتھ میں دبائے رکھتے ہیں۔ اُس وقت میں دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی شکل حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی شکل میں منتقل ہو گئی ہے تب میری آنکھ کھل گئی اور میرا جسم اس وقت خوشی کے مارے اس قدر تھرا رہا تھا کہ قریب تھا کہ چارپائی سے نیچے گر جائے۔

میری رؤیا سنکر حضرت مرزا صاحب چشم پُرآب ہو گئے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے۔ کہ ڈاکٹر صاحب! میرے لئے دعا کریں کہ میں بھی انسانوں میں داخل ہو جاؤں۔

آپ کے اس انکسار کا خاص اثر مجھ پر ہوا۔ اور میں ان کے لئے دل میں دعا کرتا ہوا رخصت ہوا۔

اس واقعہ سے چند ہی دن بعد اُن محترم کی بیگم صاحبہ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ حضرت صاحب کو بلا لائیں کہ وہ مرزا صاحب کی بیعت لے لیں۔ چنانچہ میں بڑی مسرت کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے ہاں لے آیا۔ جہاں پر رقت کے ایک عجیب عالم میں بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر بیعت کر لی۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات مندرجہ بالا میں ہمارے لئے بہت سے سبق موجود ہیں۔

اوّل۔ اپنے آپ کو عملی رنگ میں کمزور سمجھنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اس لئے بیعت نہ کی کہ کہیں بدنام کنندہ احمدیت نہ بن جائیں۔

دوم۔ باوجود بیعت نہ کرنے کے اور دور دور رہنے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہ صرف مخالفت نہ کی بلکہ آپ کے متعلق غیرتمند رہے اور ہر طرح کے آداب کو ملحوظ رکھا۔

سوم۔ اپنے حسب و نسب اور نمبرداری اور قادیان کی ملکیت کے خیالات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی انکساری کا ثبوت بہم پہنچایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہو گئے۔ اور آپ کی پردہ پوشی ہو گئی۔ اور آپ کو آخری آرام کے لئے اپنے والد محترم حضرت مسیح موعود و المہدی معہود علیہ السلام کے عین قدموں میں جگہ مل گئی۔ الحمد للہ

"دنیوی شغلوں کو اسی حد تک اختیار کرو کہ وہ دین میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو"

(المسیح الموعودؑ)

مجالس انصار اللہ کوئٹہ و قلات ڈویژن کے سالانہ تربیتی اجتماع کی مختصر روئداد

امسال بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے نظامت کوئٹہ و قلات کا سالانہ تربیتی اجتماع ۲۹ و ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء کو مسجد احمدیہ کوئٹہ کے احاطہ میں منعقد ہوا۔

حضرت صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی خدمت میں اس اجتماع میں شمولیت کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر آپ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ تاہم آپ نے مرکزی نمائندہ کے طور پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کو نامزد فرمایا اور اس کے علاوہ ایک نہایت قیمتی پیغام سے بھی نوازا۔ یہ پیغام اجلاس اوّل میں اپنی افتتاحی تقریر میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

اجتماع میں شرکت کی غرض سے احباب بیرونی مقامات سے بھی تشریف لائے۔ علاوہ ازیں مقامی انصار صاحبان بھی کثرت سے شامل ہو کر اجتماع کے فیوض سے بہرہ یاب ہوئے۔ نوجوان اور اطفال بھی شامل ہوتے رہے۔

باہر سے تشریف لانے والے انصار صاحبان کے قیام و طعام کا انتظام بھی مقامی مجلس نے کیا اور منتظمین متعلقہ نے اس ذمہ داری کو عمدہ طور پر سرانجام دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۳۰ اگست کو مسجد احمدیہ کوئٹہ میں نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی جو مولانا ابوالعطاء صاحب نے پڑھائی۔

اجتماع کی کارروائی کو چار مختلف اجلاسوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پروگرام میں تقاریر، درس قرآن شریف، درس حدیث شریف، درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مذہبی اور اخلاقی مضامین۔ ذکر حبیب اور صحابہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات بھی شامل تھے۔ ایک تقریری مقابلہ بھی ہوا۔

کارروائی ۲۹ اگست ۶۳ء کو ۱۵-۵ بجے شام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی اور ۳۰ اگست ۶۳ء کو ۲۰-۱ بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہوئی۔ مختلف مضامین پر متعدد بزرگوں اور احباب نے تقاریر فرمائیں۔

تقریری مقابلہ میں اوّل۔ دوم اور سوم آنے والے احباب کو کتب سلسلہ بطور انعام دی گئیں۔ انعامات کی تقسیم مولانا ابوالعطاء صاحب نے فرمائی۔

اجتماع کے اختتام پر ایک اجتماعی دعوت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں مہمان اور مقامی انصار صاحبان کے علاوہ ممبران خدام الاحمدیہ کی ایک تعداد نے بھی شرکت فرمائی۔

(خاکسار محمد اسحٰق عابد مہتمم عمومی مجلس انصار اللہ۔ کوئٹہ)

مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ (حدیث نبویؐ)

کسی بندہ کا مال صدقہ و خیرات سے کم نہیں ہوتا

یہ خوشخبری اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جس کی خوشخبریاں چودہ سو سال سے ہمارے ایمانوں کو تازہ کر رہی اور ہمارے لہو کو گرما رہی ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے سے کسی وقت ہم اپنے ہاتھ کو روک لیں۔

چندہ تحریک جدید سال ۶۳-۶۲ کی ادائیگی کے لئے قریباً ایک ماہ وقفہ باقی رہ گیا ہے۔ جن احباب نے اپنی دیگر ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے تحریک جدید کے چندہ کو التوا میں رکھا ہوا ہے۔ وہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا خوشخبری پر غور فرمائیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اگر وہ خلوص نیت سے چندے کی ادائیگی کو مقدم رکھیں گے۔ تو انشاء اللہ مذکورہ بالا خوشخبری کے تحت اس عظیم ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہو جائیں گے اور ان کی دنیوی ضروریات بھی بارگاہ ایزدی سے پوری کر دی جائیں گی۔ ؎

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو ❊ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلکشا کے سامنے

(درثمین)

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ولادت

مورخہ ۱۸ ستمبر ۶۳ء بروز جمعۃ المبارک میری بڑی لڑکی کے ہاں پہلی لڑکی تولد ہوئی ہے۔ نومولودہ چوہدری غلام قادر صاحب رئیس سنگھوعر کی پڑپوتی اور حضرت چوہدری عبدالحی خانصاحب مرحوم ڈپٹی پوسٹماسٹر کی پوتی کی لڑکی ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچی کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو کر اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔

(خاکسار عبدالجلیل خاں پنشنر پوسٹماسٹر۔ ربوہ)

سردیوں کیلئے کپڑے

امریکن گرم کپڑوں کی سربند گانٹھوں کا مال گارمنٹس سٹور گولبازار (متصل ڈاکخانہ) ربوہ میں کھل چکا ہے۔ جہاں مردانہ اور زنانہ ضروریات۔ کوٹ۔ پتلون۔ جیکٹ کوٹی۔ گاؤن فراک وغیرہ مل سکتے ہیں۔

شنیل کے کپڑے اور ٹکڑے نیز بچوں کے کپڑوں کا مختلف قسموں کا ستھرا اور سستا مال دیدہ زیب ڈیزائنوں میں موجود ہے۔

کیپٹن نوابدین

پروپرائیٹر۔ گارمنٹس سٹور (گولبازار) ربوہ

ضرورت ہے

سندھ میں ٹریکٹر اور ٹیوب ویل سے زراعت کرنے کا تجربہ اور دلچسپی رکھنے والے تعلیمیافتہ مقدم کی ضرورت ہے۔ مزارعین کے لئے نہری اراضی بھی خالی موجود ہے۔ درخواستیں:

ف۔ معرفت مینیجر الفضل ربوہ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

درخواستہائے دُعا:۔ حفیظ الرحمٰن صاحب متعلم ایل ایل بی۔ ضلع حیدرآباد۔ اور محمد شریف صاحب گوجرہ کے والد میاں عبدالحمید صاحب بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کام کے لئے پی۔ ڈبلیو۔ آر ترمیم شدہ شیڈول آف ریٹس پر مبنی پرسنیٹج ریٹ کے ٹنڈر $\frac{9}{63}$-۲۸ کو ½ ۱۲ بجے دن تک مطلوب ہیں۔ یہ ٹنڈر اسی روز ½ ۱۲ بجے دن حاضر ہونے کے خواہاں ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

نمبر شمار	نام کام	تخمیناً لاگت	زر بیعانہ	میعاد تکمیل
۱۔	لے ای این/ ۶ لائل پور کے سیکشن میں کلاس IV سٹاف کوارٹروں کی امپروومنٹ۔ (ایسٹیمیٹ نمبر ۱۴ آف ۶۳-۱۹۶۲ء)	۲۷۰۰۰/- روپے	۵۰۰/- روپے	چار ماہ

۱۔ مفصل قواعد و ضوابط، شیڈول آف ریٹس، پلان اور ایسٹیمیٹ اس دفتر کے ورکس اکاؤنٹس سیکشن میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۲۔ ٹھیکیداروں کو ریٹ تمام لیبر اور میٹریل کے لئے دینا چاہیئے۔ اور ٹنڈر دینے سے پیشتر کام کی جگہ کا معائنہ کر کے کام کی حقیقی نوعیت کے بارے میں اپنا اطمینان کر لینا چاہیئے۔

۳۔ جو ٹھیکیدار اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست پر نہ ہوں۔ ان کو ٹنڈر کے کاغذات جاری کرانے کے لئے اپنے متعلق تصدیقی چٹھیاں پیش کرنی ہوں گی۔

۴۔ زر بیعانہ کی رقم یا تو نقد یا مجوزہ فارم پر تحریر کردہ بنک کے گارنٹی بانڈ کی شکل میں ہونا چاہیئے۔ جس کا نمونہ ڈویژنل آفس کے ورکس اکاؤنٹس سیکشن سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ گورنمنٹ سیکیورٹیاں (سٹاک سرٹیفیکیٹ، بیئرر بانڈ، پرامیسری نوٹ، اور کیش سرٹیفیکیٹ وغیرہ) اور بنک ڈیپازٹ رسید قابل قبول نہ ہوگی۔

۵۔ ریلوے انتظامیہ سب سے کم ٹنڈر یا کسی بھی ٹنڈر کو قبول کرنے کی پابند نہیں اور کوئی وجہ بتائے بغیر ٹنڈر مسترد کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

(ایم وائی عارف) پی آر ایس

برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور

انصار اللہ کے مرکزی اجتماع میں ہر دوست کو شریک ہونا چاہیئے۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

★ نئی دہلی ۲۳ ستمبر مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم بخشی غلام محمد پرسوں صبح ۴ بجے گرفتار کر لئے گئے۔ بھارتی حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نظم و نسق کو تباہ کرنے اور حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کر رہے تھے اور اس مقصد کے لئے شیخ عبد اللہ اور مولوی محمد فاروق سے ملاقاتیں کر رہے تھے۔ سری نگر کی نام نہاد اسمبلی کے پانچ دوسرے ارکان بھی کل رات گرفتار کر لئے گئے ہیں تمام گرفتاریاں بھارت کے دفاعی قوانین کے تحت عمل میں آئی ہیں۔

★ راولپنڈی ۲۳ ستمبر صدر ایوب کے مجوزہ دورہ روس کی خبر سے روسی عوام میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ سال جب صدر ایوب روس کے سرکاری دورے پر جائیں گے تو ان کا شاندار خیر مقدم کیا جائے گا۔ ماسکو ریڈیو نے اس سلسلے میں ایک خاص پروگرام نشر کیا جس میں بتایا گیا ہے کہ روس کے عوام کو یہ خبر سن کر بے پناہ مسرت ہوئی ہے کہ پاکستان کے صدر محمد ایوب خان نے روس کے دورے کی دعوت قبول کر لی ہے اور اب روسی عوام صدر ایوب کے استقبال کے لئے چشم براہ ہیں۔

★ نئی دہلی ۲۳ ستمبر۔ بھارتی وزیر دفاع مسٹر مینن نے کل خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران پارلیمنٹ میں اشارۃً کہا کہ بھارت چاہے تو امریکہ کی فوجی امداد کو پاکستان کے خلاف استعمال کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ سے جو ہتھیار حاصل کر رہے ہیں ان کو ہم پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے لیکن اس سلسلہ میں ہم نے کوئی شرط قبول نہیں کی ہے۔

★ الجزائر ۲۳ ستمبر۔ الجزائر کے انتخابات کے غیر سرکاری نتائج سے معلوم ہوا ہے کہ صدر بن بیلا کی جماعت محاذ آزادی کو کامیابی حاصل ہو گئی ہے اور اس نے پارلیمنٹ کی ۹۰ فی صد نشستیں جیت لی ہیں۔

★ راولپنڈی ۲۳ ستمبر۔ افغانستان اور پاکستان کے درمیان تجارتی راہداری کے معاہدے کی تجدید کے لئے ایک پاکستانی وفد غالباً اکتوبر کے آخر میں افغانستان جائے گا۔ وزیر تجارت مسٹر وحید الزمان نے کل لاہور کے ہوائی اڈے پر بتایا کہ وفد کی آمد کی کوئی تاریخ ابھی مقرر نہیں کی گئی۔ دونوں ملکوں کے درمیان موجودہ معاہدے کی میعاد عنقریب ختم ہونے والی ہے اور نئے معاہدے پر کابل میں دستخط ہوں گے۔

★ نئی دہلی ۲۳ ستمبر۔ بھارت کے وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ نے کہا ہے کہ وہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی دعوت پر بخوشی پاکستان کا دورہ کریں گے آپ نے کہا کہ دورہ کی تاریخ باہم مشورہ کے بعد مقرر کی جائے گی۔

آپ نے راجیہ سبھا میں امور خارجہ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے دورہ میں پاکستان اور بھارت کے مسائل پر غور کریں گے۔

★ ٹوکیو ۲۳ ستمبر۔ جاپان کی حکومت نے مالٹا کو تسلیم کر لیا ہے یہ اعلان ٹھیک اس وقت کیا گیا جب مالٹا دولت مشترکہ کا ۱۹ واں رکن بنا۔

★ ڈھاکہ ۲۳ ستمبر۔ مشرقی پاکستان رائفلز نے اگست کے دوران مشرقی پاکستان اور بھارت کی سرحد پر ۵۸۳ سمگلروں کو گرفتار کیا اور ان کے قبضے سے ۶ لاکھ ستانوے ہزار ۹۰ روپے کا سمگل کیا ہوا سامان برآمد کیا۔ جس میں زیادہ تر بیڑی کے پتے، جانور۔ پاکستانی کرنسی۔ جوٹ۔ مچھلی۔ چھالیہ چاول دھان اور کپڑے شامل ہیں۔

★ لاہور ۲۳ ستمبر۔ مرکزی وزیر صنعت مسٹر عبد اللہ المحمود نے بتایا ہے کہ کراچی میں فولاد کے کارخانے کی تعمیر اگلے سال کے اوائل میں شروع ہو جائے گی۔ اس کارخانہ کے ابتدائی انتظامات اسی سال مکمل ہو جائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ چٹاگانگ میں فولاد کے کارخانہ کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

★ راولپنڈی ۲۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے ۵ ستمبر سے راولپنڈی لاہور اور راولپنڈی پشاور کے درمیان جرمن ریل کاریں دوبارہ چلنی شروع ہو جائیں گی پشاور جانے والی ریل کار کے ساتھ ایک ٹریلر بھی لگایا جائے گا جس میں ۱۱۰ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہو جانے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۷۴۴۱۔

میں رشیدہ بیگم زوجہ غلام رسول قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۹ شمالی ڈاک خانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۲-۷-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپے (۲) کڑے طلائی وزنی پانچ تولہ قیمتی ۵۰۰/- روپے (۳) کنٹھہ طلائی وزنی ۳ تولہ قیمتی ۳۰۰/- روپے (۴) کانٹے طلائی وزنی ۱½ تولہ قیمتی ۱۵۰/- روپے (۵) انگوٹھی طلائی وزنی نصف تولہ قیمتی ۵۰/- روپے۔

میں اپنی اس جائداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا اس وقت کوئی ذریعہ آمد نہیں۔ اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا رشیدہ بیگم۔ گواہ شد۔ غلام رسول بجبہ ولد احمد دین بجبہ خاوند موصیہ گواہ شد بخت احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا۔ (مبلغ پانصد روپے حق مہر میرے ذمہ قابل ادا ہے میں اس کا 1/10 حصہ وصیت کا ذمہ دار ہوں۔ غلام رسول خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ مختار احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا۔

مسل نمبر ۱۷۴۴۲ میں امۃ اللطیف بنت ڈاکٹر عبد الواحد خان قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیمنٹ بلڈنگ ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۲-۶-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ میری ماہوار تنخواہ پر ہے جو کہ ۱۲۳/- روپے ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمدنی کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں نیز اگر میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائداد ہوگی اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس کے علاوہ میرے پاس ۲ زیور وزنی ۲ تولہ سونا ہیں۔ جن کی قیمت ۲۵۰/- روپے ہے جس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ الامۃ امۃ اللطیف بقلم خود۔ گواہ شد ڈاکٹر عبد الواحد خان والد امۃ اللطیف۔ سیکرٹری وصایا و اصلاح و ارشاد گواہ شد۔ نعیم اللہ زعیم انصار اللہ حلقہ سول لائن لاہور گواہ شد۔ نور احمد خان سیکرٹری وصایا لاہور

مسل نمبر ۱۷۴۴۳

میں محمود احمد ولد محمد رمضان صاحب قوم دگو پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن ربوہ ڈاک خانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۲-۷-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میری ماہوار آمد مبلغ یکصد روپے بذریعہ کاروبار تجارت ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد۔ محمود احمد بقلم خود۔ طاہر کریانہ سٹور گولبازار ربوہ۔ گواہ شد عبد العزیز ولد چوہدری چراغ محمد صاحب پریذیڈنٹ دار الصدر ج۔ ربوہ۔ گواہ شد سید بشیر احمد ولد سید لال شاہ صاحب مرحوم۔

سیالکوٹ کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ
مکرم خواجہ اللہ دتہ صاحب
ایجنٹ روزنامہ الفضل
ڈھی بازار سیالکوٹ سے حاصل کریں
(مینیجر)

ھوالشافی
مطب حکیم محمد شفیع ممتاز الاطباء
زنانہ اور مردانہ امراض کا کامیاب علاج
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

امریکہ میں عیسائیت کا اثر دن بدن کم ہوتا جارہا ہے

اب وہاں بالعموم بائبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم نہیں کیا جاتا

عیسائیت کی ناکامی کے متعلق مشہور امریکن پادری نارمن ونسنٹ پیل کا اعتراف

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مغرب کا وہ عظیم کلیسائی نظام جو انیسویں صدی عیسوی کے نصف اواخر میں سارے مشرق کو فتح کر کے اسے اپنے خداوند یسوع مسیحؑ کے قدموں میں لا ڈالنے کے خواب دیکھ رہا تھا اور جس نے آئے دن عیسائیت کی نت نئی فتوحات کے تعلّی آمیز اعلانات سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا اب خود مغرب میں ناکام ہو کر اہلِ مغرب کو عیسائیت کے ساتھ وابستہ رکھنے میں ناکام ہو چکا ہے اور خود اپنے گھر میں ہی اسے لینے کے دینے پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دیگر مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی عیسائیت کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے مشہور امریکن پادری مسٹر نارمن ونسنٹ پیل اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:-

"گذشتہ سال موسم بہار میں عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں پتہ یہ چلا کہ گرجاؤں میں حاضری دن بدن گر رہی ہے نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب (عیسائیت) کا اثر دن بدن کم ہوتا جارہا ہے ان کی تعداد پہلے کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے یہ صورت حال کس امر کی آئینہ دار ہے؟ میرے نزدیک یہ آئینہ دار ہے اس امر کی کہ جب گذشتہ جنگ عظیم کے بعد لوگوں میں مذہب کی طرف میلان بڑھ گیا اور اس کے زیر اثر انھوں نے بکثرت گرجاؤں میں حاضر ہونا شروع کیا تو انھیں وہاں وہ چیز نہیں ملی جس کے وہ متلاشی تھے انھیں تلاش تھی شخصی نجات کی، انھیں تلاش تھی خدا کی معرفت اور اس کی محبت کی۔ وہ اپنی زندگیوں میں خدا کی ہستی کا اثر اور اس اثر کی کارفرمائی مشاہدہ کرنے کے متمنی تھے ....

ایک اور جدید رجحان یہ ہے کہ بائبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جارہا ہے۔ اسے اب محض ایک دینی کتاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس منہ بولتی تصدیق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ "خداوند کا فرمان یہ ہے" یقیناً خداوند کا فرمان اور اناجیل وہ بنیاد ہیں جن پر پروٹسٹنٹ ازم قائم ہے جب یہ بنیاد ہی کمزور ہو جائے تو پھر پوری عمارت کا متزلزل ہونا لازمی ہے"

(ریڈرز ڈائجسٹ (امریکن ایڈیشن) بابت ستمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۵۲، ۵۳)

مسٹر نارمن ونسنٹ پیل کا یہ اعتراف اس امر پر گواہ ہے کہ آج دیگر مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی ایک زبردست روحانی خلاء پیدا ہو چکا ہے اور یہ ہُوا اس لئے ہے کہ وہاں عیسائیت لوگوں کی روحانی تشنگی دور کرنے میں یکسر ناکام ہو چکی ہے۔ لوگ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل کرنے اس سے محبت کرنے کے ذرائع معلوم کرنے اور اس کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کرنے کے متمنی تھے اسی لئے انھوں نے ایک دفعہ پھر گرجاؤں میں جوق در جوق جانا شروع کیا لیکن یہ چیز انھیں وہاں میسر نہ آئی۔ نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا کہ وہ سخت مایوس ہو کر عیسائیت سے متنفر ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے اناجیل کو ان کی موجودہ شکل میں خدا کا الہامی کلام سمجھنا بھی ترک کر دیا۔

یہ صورت حال پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ امریکہ کا روحانی خلاء یقیناً جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی جو وہاں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ پوری تندہی سے ادا کر رہی ہے پُر ہو گا اور اس شان سے پُر ہو گا کہ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے سے فرما گئے ہیں دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہو گا یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ایک ہی کتاب ہو گی یعنی قرآن مجید کی اکمل و اتم اور بے مثال و لازوال شریعت ع

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

⁂

ایک ہزار روپے کا ایک اور وعدہ

ضلع لائل پور کی نیک مثال

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید)

"ایک ہزار روپے یا زائد" کی تحریک کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے راولپنڈی جھنگ اور منٹگمری کے بعد اب ضلع لائل پور کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہاں کے ایک مخلص دوست نے اپنے گزشتہ وعدہ پر مبلغ ایک ہزار روپے کا اضافہ فرمایا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً

احباب جماعت سے ملتجی ہوں کہ ان کے خلوص اور اموال میں برکت کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کی اس قربانی کو نوازتے ہوئے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی وفات پر

جامعہ نصرت ربوہ کی قرارداد تعزیت

مورخہ ۱۹ ستمبر ۶۴ء ساڑھے بارہ بجے دن جامعہ نصرت ربوہ کی ممبرات اسٹاف و طالبات کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر گہرے غم و الم کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا:-

"محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نہایت ہی نیک۔ مہمان نواز اور خوش خلق خاتون تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آنا آپ کا نمایاں وصف تھا حضرت سیدہ ام متین صاحبہ جیسی ہستی آپ کے ہی دامن تربیت کی پروردہ ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالےٰ محترمہ سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ درجات عطا فرمائے اور اپنے قرب سے نوازے نیز آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں اور دیگر افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین!"

مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب کی تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک تربیتی کلاس مورخہ ۲۵، ۲۶ ستمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ ہفتہ مسجد احمدیہ خوشاب ضلع سرگودہا میں منعقد ہو رہی ہے جس میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ علماء سلسلہ کی شرکت بھی متوقع ہے۔ گرد و نواح کی مجالس کے ممبران اور خصوصاً مجالس خوشاب و جوہر آباد کے خدام و اطفال شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ نیز دیگر احباب جماعت سے بھی شرکت کی درخواست ہے۔"

(شاہ محمد حنیفی قائد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب)

مجالس انصار اللہ ضلع لائل پور کا تربیتی اجتماع

ضلع لائل پور کی مجالس انصار اللہ کا تربیتی اجتماع مورخہ ۲۶، ۲۷ ستمبر بروز ہفتہ و اتوار بمقام چک ۶۹ - آر بی گھسیٹ پور منعقد ہو رہا ہے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مرکز سے علمائے سلسلہ کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس بھی تشریف لے جارہے ہیں۔ انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ:- گھسیٹ پور لائل پور شہر سے صرف ۱۹ میل دور لائل پور شاہکوٹ روڈ پر لب سڑک واقع ہے۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

تبدیلی تاریخ امتحان

لجنہ اماء اللہ کا تربیتی نصاب کا امتحان ۲۷ ستمبر کی بجائے ۴ راکتوبر کو ہو گا تمام لجنات اس تبدیلی کو نوٹ کر لیں اور اس دن امتحان کے لئے تیار رہیں۔

۲۔ ناصرات الاحمدیہ کا امتحان بھی ۲۷ ستمبر کی بجائے ۴ راکتوبر کو ہو گا تمام شہروں کی صدر اور سیکرٹری اپنے حلقہ کی ناصرات کو اس تبدیلی سے مطلع کر دیں (جنرل سیکرٹری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴